قابل رپورٹ

بعدالت عظمیٰ ہندوستان

بااختیارات اپیلیٹ دیوانی

خصوصی لیو پٹیشن (سی) نمبر 678 سال 2021

امتیاز احمد ملہ　　　　　　سائل

بنام

حکومت جموں و کشمیر و دیگران　　　　　　جواب دہندہ

فیصلہ

بیلام تریویدی۔ جے

1۔ زیر سماعت اسپیشل لیو پٹیشن جموں و کشمیر ہائی کورٹ سری نگر کے فیصلے اور حکم محررہ 09.08.2019 جو کہ 2018 کے LPASW نمبر 71 میں جاری کیا گیا، جس کی رو سے ہائی کورٹ نے سائل/اپیلنٹ کی دائر شدہ اپیل کو خارج کیا اور سنگل بنچ کے حکم محررہ 14.05.2018 کو تصدیق کیا جس حکم کے تحت 2017 کی دائر شدہ SWP نمبر 1766 کو خارج کیا گیا تھا، کے خلاف دائر کی گئی ہے

2. مختصراً، سائل نے جموں و کشمیر ایگزیکٹیو پولیس میں کانسٹیبل کے عہدے کے لیے 2009-2008 میں کیے گئے انتخابی عمل میں کامیابی کے ساتھ حصہ لیا تھا، اور اسے 20.08.2009 کو ایک تقرری خط جاری کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سائل کو منی گام پولیس ٹریننگ اسکول، میں

نو ماہ کے بی آر ٹی سی کورس کے لئے بھیجا گیا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ مابعد سائل سمیت دس نئے بھرتی ہونے والے کانسٹیبلوں کی سرچ سلپس، ڈائریکٹر، فنگر پرنٹ بیورو (سی پی پی بی) اور این سی آر بی ایسٹ، نئی دہلی کو ریکارڈ اور رجوع کے مقصد سے بھیجی گئیں، اور مذکورہ بیورو نے خط بتاریخ 07.12.2009 کے ذریعے جواب دیا کہ سائل ایف آئی آر نمبر 52/2007 میں رنبیر پینل کوڈ (RPC) کی دفعہ 379 اور فاریسٹ ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت پولیس اسٹیشن، کرالگنڈ میں درج مقدمہ میں ملوث تھا۔ مذکورہ مقدمہ کو چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، ہندواڑہ کے سامنے زیر التوا بتایا گیا تھا۔ سائل کے انتخاب کو منسوخ کرنے کے لیے پولیس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر، ہندواڑہ کے ذریعہ معاملہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس، این کے آر، بارہمولہ کے پاس اٹھایا گیا۔ تحقیقات کے دوران سائل کو الزامات کا خلاصہ اور چارج شیٹ پیش کی گئی۔ یہ الزام لگایا گیا تھا کہ مذکورہ فوجداری مقدمہ میں سائل کو گرفتاری کے چار دن بعد ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا، اس لیے سائل کو فوجداری مقدمے میں اس کے ملوث ہونے کا اچھی طرح علم تھا اور اس نے جان بوجھ کر مذکورہ معلومات کو چھپایا تھا۔ تفتیش کے دوران یہ بھی پتہ چلا کہ سائل نے پولیس ویریفیکیشن کے وقت کلین چٹ حاصل کرنے کے لیے اپنی رہائش پکھر یبل کے بجائے گاؤں گنڈ چوبوترا میں دکھائی تھی۔

ایسے حالات کے چلتے سائل کی تقرری کا حکم نامہ محرہ 20.08.2009 کو 01.03.2010 کے حکم سے منسوخ کر دیا گیا تھا۔

3. سائل نے ہائی کورٹ میں ایس ڈبلیو پی نمبر 2011 کے 2616 کی رٹ پٹیشن دائر کر کے اپنی تقرری کی منسوخی کے مذکورہ حکم نامہ کو چیلنج کیا۔ اس دوران، سائل کو چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، ہندواڑہ کی عدالت نے مورخہ 26.04.2011 کے فیصلے کے ذریعے فوجداری مقدمہ کی سماعت کی اور اسے بری کر دیا۔ لٰہذا متذکرہ پٹیشن بروئے حکم محررہ 18.05.2016 نمٹا دی گئی، جس کے تحت زیر اعتراض حکم محررہ 01.03.2010 کو ہائی کورٹ نے کالعدم قرار دیا تھا۔ متعلقہ جواب دہندگاں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ معاملہ ھذا میں مورخہ 27.02.2012 کے مواصلت کے پیش نظر مزید کارروائی عمل میں لائے جو کہ سائل کے ہی بل مقابل دیگر افراد کے ساتھ لائی گئی ہے۔ نظر ثانی پر، ڈائرکٹر جنرل آف پولیس، جموں و کشمیر، سری نگر نے مورخہ 31.07.2017 کو ایک حکم نامہ جاری کیا جس میں کہا گیا تھا کہ سائل کے مجرمانہ پس منظر کے پیش نظر، وہ ڈسپلن فورس میں کانسٹیبل کے عہدے کے لیے غیر موزوں پایا گیا تھا۔

4. مورخہ 31.07.2017 کے مذکورہ حکم نامہ سے نامتفق ہو کر، سائل نے رٹ پٹیشن، 2017 کے SWP نمبر 1766 دائر کی جس میں نتیجہ خیز فوائد کے ساتھ بحالی کا مطالبہ کیا گیا۔ مذکورہ رٹ پٹیشن کو سنگل بنچ نے مورخہ 14.05.2018 کے فیصلے اور حکم نامہ کے ذریعے خارج کر دیا گیا، جس کے تحت سنگل بنچ نے یونین ٹیریٹری، چندی گڑھ انتظامیہ اور دیگر بمقابلہ پردیپ کمار اور دیگر کے فیصلے پر انحصار کیا اور کہا کہ پولیس کے محکمے کے درجہ بندی میں سب سے اعلیٰ عہدے دار، پولیس کے ڈائریکٹر جنرل کے فیصلے کو پولیس فورس میں شامل کرنے کے لیے سائل کی مناسبیت پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے مشتعل سائل نے ایل پی اے دائر کیا، جسے ڈویژن بنچ نے زیر اعتراض حکم نامہ کے ذریعے خارج کر دیا گیا۔

5۔ اگرچہ فریقین کے قابل وکلاء کے ذریعہ اس معاملے پر طویل بحث کی گئی تھی، لیکن اس عدالت کے سامنے جو سوال قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ کیا ڈائریکٹر جنرل آف پولیس، جموں اینڈ کشمیر، سری نگر، جو سائل کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ سائل اپنے مجرمانہ پس منظر کے پیش نظر پولیس فورس میں عہدہ رکھنے کے لیے موزوں نہیں تھا، کیا سائل کو فوجداری مقدمے میں بری ہونے پر اسے دوبارہ بحال کرنے کا حکم صادر کیا جا سکتا ہے۔

6۔ سائل کے وکیل کی جانب سے استدعا کی گئی کہ سائل کے خلاف فوجداری مقدمے کی کارروائی میں پرسیکیوشن تفتیشی افسر کو پوچھ گچھ کرنے میں ناکام رہا اور اس کے اوپر لگائے گئے الزامات کو ثابت کرنے میں بھی ناکام رہا، لہٰذا مذکورہ مقدمہ میں اس کا بری ہونے کو باعزت بری ہونا قرار دینا منصوب تھا، اُس نے مزید عرض کیا کہ جس بنیاد پر جواب دہندگان نے اس کے مجرمانہ پس منظر کی دلیل دی، مجاز فوجداری عدالت سے بری ہونے پر، ثابت نہیں ہوئے تھے

7۔ سائل کے وکیل کے ذریعہ کی گئی مذکورہ عرضی کی تعریف کرنے کے لئے، چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، ہندواڑہ کی عدالت کے ذریعہ سنائے گئے 26.04.2011 کے فیصلے کے متعلقہ حصے کو دوبارہ پیش کرنا مناسب ہوگا، جس میں سائل کو اپنے اوپر لگائے گئے الزامات سے بری کر دیا گیا تھا۔

> "تفتیش کنندہ کو پیش نہیں کیا گیا اور اس کا بیان نہیں لیا گیا جو پراسیکیوشن کے مقدمے میں قانونی کمزوری ہے کیونکہ مادی تضادات کا جواب نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہی نقشہ موقع ثابت ہوا ہے۔ مزید یہ کہ لکڑی کی ضبطی گواہوں سے ثابت نہیں ہوئی۔

کسی بھی گواہ نے یہ بیان نہیں دیا کہ ملزمان نے جنگل میں چوری کی اور ملزمان کے قبضے سے بید کے درخت برآمد ہوئے۔ متضاد شواہد کی بنیاد پر ملزم کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ شبہ کا فائدہ ملزم کو جاتا ہے۔ پراسیکیوشن ملزمان کے خلاف دفعہ 379 آر پی سی، 6 ایف ایکٹ کے اجزاء کو ثابت کرنے میں مکمل طور ناکام ہوا ہے۔ تو پرسیکیوشن کا مقدمہ ناکام ہو جاتا ہے۔ چالان خارج کر دیا جاتا ہے۔ ملزمان کو دفعہ 379 آر پی سی 6 ایف ایکٹ کے تحت جرم کے الزامات سے بری کر دیا جاتا ہے۔ ملزمان ضمانت پر ہیں۔ ان کے ضمانت نامہ، مچلکہ نامہ کو مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔ چونکہ محکمہ جنگلات کی جانب سے کنفسقیشن کی کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے، لہذا لکڑی کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ چالان کو بعد تکمیل ریکارڈ میں بھیج دیا جائے۔

8. اس حقیقت کے علاوہ کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں کہیں بھی "باعزت بری" کے فقرے کی تعریف نہیں کی گئی ہے، جیسا کہ فوجداری مقدمے میں منظور کیے گئے مذکورہ حکم سے ظاہر ہوتا ہے جس کے لیے سائل پر مقدمہ چلایا گیا تھا، ریکارڈ میں موجودہ متضاد شواہد کے پیش نظر، اور پراسیکیوشن کے ذریعے تفتیشی افسر کی پوچھ گچھ نہ ہونے پر سائل کو شُبہ کا فائدہ دیا گیا تھا۔

9. معاملہ بعنوان پولیس کمشنر، نئی دہلی اور دیگر بمقابلہ مہر سنگھ

عدالت ہذا نے اسی طرح کے معاملہ جو موجودہ کیس میں شامل ہیں میں بذیل مشاہدہ کیا:

"25 فقرہ "باعزت بری" کو اس عدالت نے ایس سمو تھرام

[انسپکٹر جنرل آف پولیس بمقابلہ سمو تھرام، SCC 1 (2013) 598 : (2013) 1 SCC (Cri) 566 : (2013) 1 SCC (L&S) 229]۔ اس معاملے میں یہ عدالت متعلقہ صورتحال میں تھی جہاں ایک پولیس افسر کے خلاف تادیبی کارروائی شروع کی گئی تھی۔ اس کے خلاف دفعہ 509 آئی پی سی اور Eve-Teasing ایکٹ کی ذیلی دفعہ 4 کے تحت مجرمانہ مقدمہ زیر التوا تھا۔ اہم گواہوں پر جرح نہ ہونے کی وجہ سے اسے اس کیس میں بری کر دیا گیا تھا۔ فوجداری مقدمہ کے طرز عمل میں سنگین خامی تھی۔ دو مادی گواہ مخالف ہو گئے۔ اس عدالت میں آر بی آئی بمقابلہ بھوپال سنگھ پنچال : (1994) 1 SCC 541 : 1994 SCC (L&S) 594:1994)26 ATC 619] کے مقدمہ کا حوالہ دیتے ہوئے

جہاں کسی حد تک اسی طرح کےحالات میں، اس عدالت نے بینک کے ایک ملازم کو اس بنیاد پر ملازمت میں بحال کرنے سے انکار کرنے کے اقدام کو برقرار رکھا کہ فوجداری مقدمے میں اسے شُبہ کا فائدہ دے کر بری کر دیا گیا تھا اور اس لیے یہ قابل احترام بری قرار نہیں دیا گیا تھا۔ بری ہونے پر اس عدالت نے پایا کہ ہائی کورٹ کے پاس محکمانہ کارروائی میں دی گئی سزا کو کالعدم قرار دینے کا جواز نہیں ہے۔ اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ

"باعزت بری ہونا"، "الزام سے بری ہونا" اور "مکمل طور پر معافی" کے الفاظ مجموعہ ضابطہ فوجداری یا پینل کوڈ کے لیے نامعلوم ہیں۔ وہ عدالتی فیصلوں کے ذریعہ پیدا کیے گئے ہیں۔ اس بات کی وضاحت کرنا مشکل ہے کہ "باعزت بری کیا گیا" کے الفاظ سے کیا مراد ہے۔

اس عدالت کا یہ خیال ہے کہ جب ملزم پر اسیکیوشن کے مقدمے میں مکمل طور غور کرنے کے بعد بری ہو جاتا ہے اور پر اسیکیوشن ملزم کے خلاف لگائے گئے الزامات کو ثابت کرنے میں بُری طرح ناکام ہو جاتا ہے تو ممکنہ طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملزم کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا تھا۔

26. مذکورہ بالا کی روشنی میں، ہماری رائے ہے کہ چونکہ محکمانہ کارروائی کا مقصد ایسے افراد کو، جو سنگین بدانتظامی یا ڈیوٹی میں کوتاہی کے مرتکب ہوں یا اخلاقی پستی کے سنگین معاملات کے مرتکب ہوں اور اگر ضرورت پڑے تو محکمے سے باہر رکھنا چاہیے، کیونکہ وہ محکمے کو آلودہ کرتے ہیں، یقیناً درج بالا اصول پولیس کے محکمے میں کسی شخص کے داخلے کے وقت یعنی بھرتی کے وقت زیادہ زور کے ساتھ لاگو ہوں گے۔ اگر اسکریننگ کمیٹی کے ذریعہ یہ پایا جاتا ہے کہ جس شخص کے خلاف اخلاقی پستی کا سنگین مقدمہ درج کیا گیا ہے وہ تکنیکی بنیادوں پر بری ہو گیا ہے یا اسی الزام سے بری ہو گیا ہے، لیکن بریت قابل احترام نہیں ہے، تو

سکرینگ کمیٹی اس کی امیدواری کے منسوخی کے لئے مجاز ہو گی۔

10۔ اس میں مزید مشاہدہ کیا گیا کہ اگر اسکرینگ کمیٹی کا فیصلہ بد تمیزی پر مبنی یا معمولی غور و فکر پر مبنی نہیں تھا، تو اس پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔

"35۔ پولیس فورس ایک نظم وضبط والی فورس ہے۔ یہ معاشرے میں امن وامان اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کی عظیم ذمہ داری یہ اپنے اُپر اٹھائے ہوئے ہے۔ لوگ اس پر بہت اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ اس اعتماد کے قابل ہونا چاہئے۔ پولیس فورس میں شامل ہونے کے خواہشمند امیدوار کو انتہائی ایماندار شخص ہونا چاہیے۔ اس کے پاس بے عیب کردار اور دیانت داری ہونی چاہیے۔ مجرمانہ پس منظر رکھنے والا شخص اس زمرے میں فٹ نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر وہ فوجداری مقدمے میں بری یا فارغ ہو جاتا ہے، اس بریت یا خارج ہونے کے حکم کی جانچ پڑتال کی جائے گی کہ آیا وہ اس مقدمے میں مکمل طور پر بری ہو گیا ہے یا نہیں کیونکہ اس کے جرائم کی جان لینے کا امکان بھی پولیس فورس کے نظم وضبط. کے لئے خطرہ ہے اس لیے اسٹینڈنگ آرڈر نے ان معاملات میں فیصلے لینے کا کام اسکرینگ کمیٹی کو سونپا ہے۔ اسکرینگ کمیٹی کے فیصلے کو حتمی طور پر لیا جانا چاہئے جب تک کہ یہ بدنیتی پر مبنی نہ ہو۔ حالیہ دنوں میں پولیس فورس کی شبیہ داغدار ہوئی ہے۔ پولیس اہلکاروں کی

طاقت کا غلط استعمال کرتے ہوئے بے راہ روی کا برتاؤ کی مثالیں عوامی دائرے میں ہے جو کہ تشویشناک ہے۔ پولیس فورس کی ساکھ کو دھچکا لگا ہے۔ ایسی صورت حال میں، ہم دہلی پولیس کی طرف سے بنائی گئی اسکریننگ کمیٹی جیسے میکانزم کی اہمیت اور افادیت کو کم کرنا نہیں چاہیں گے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ جو افراد اس کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں وہ پولیس فورس میں داخل نہ ہوں۔ اس کے ساتھ ہی، اسکریننگ کمیٹی کو اس کے اعتماد کی اہمیت کو برقرار رکھنا چاہیے اور تمام امیدواروں کے ساتھ یکساں کا سلوک کرنا چاہیے۔

36. اسکریننگ کمیٹی کی کارروائی کو من مانی، غیر ہدایت یافتہ اور بے لگام قرار دیا گیا ہے۔ لیکن، موجودہ معاملات میں، ہمیں اس کا کوئی ثبوت نظر نہیں آتا۔ تاہم، بعض مثالوں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں مبینہ طور پر سنگین جرائم میں ملوث افراد کی اسکریننگ کمیٹی کے ذریعے تقرری کی سفارش کی گئی ہے۔ یہ بات اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ ایسے معاملات کی طرف بھارتیہ آئین کی دفعہ 14 میں درج مساوات کا نظریہ متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ نظریہ منفی مساوات کا تصور نہیں کرتا ہے۔ (منجیت کور [منجیت کور] بمقابلہ ریاست پنجاب، (2010) 11SCC 455) اس کا مقصد غیر قانونی یا دھوکہ دہی کو برقرار رکھنا نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مثبت تصور کی علامت ہے۔ اگر اسکریننگ کمیٹی جو

جامع پالیسی کے مقصد کو انجام دینے کے لیے تشکیل دی گئی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ مشکوک پس منظر والے لوگ پولیس فورس میں داخل نہ ہوں، پالیسی سے انحراف کرتا ہے، مستثنیٰ ہوتا ہے اور ناپسندیدہ افراد کے داخلے کی اجازت دیتا ہے، یہ بلاشبہ پولیس فورس کے ساتھ سنگین نقصان کا ارتکاب کرنے کا مجرم ہے لیکن ہم جواب دہندگان کو ایسے معاملات پر انحصار کرنے کی اجازت دے کر اس غیر قانونی عمل کو برقرار رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ جانچ کرنا پولیس کمشنر، دہلی کا کام ہے کہ آیا اسکریننگ کمیٹی نے کسی بھی معاملے میں پولس فورس کے مفاد سے سمجھوتہ کیا ہے اور اگر اسے پتہ چلتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے تو تدارک کی کارروائی کرے۔ مفاد عامہ اس الزام کی اعلیٰ سطح پر گہرائی سے جانچ کا مطالبہ کرتا ہے۔ شاید، پالیسی سے اس طرح کے انحراف پولیس کی زیادتیوں میں اضافے کے لیے ذمہ دار ہیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ کمشنر پولیس، دہلی اس معاملے کو دیکھیں گے اور اگر الزامات میں کوئی حقیقت ہے تو وہ فوری طور پر ضروری اقدامات اُٹھایئں گے تاکہ اسٹینڈنگ حکم نامہ میں شامل پالیسی پر سختی سے عمل کیا جاسکے۔

11۔ "باعزت بری" فقرہ دیگر معاملات میں بھی زیر غور آیا تھا، یعنی بھارتیہ ریزرو بینک انتظامیہ نئی دہلی بمقابلہ۔ بھوپال سنگھ پنچال 3; اور آر پی کپور بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر 4 جس کے تحت دیگر باتوں کے ساتھ یہ قرار دیا گیا تھا کہ محض بری ہونے سے کسی ملازم کو سروس میں بحال کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ باعزت بری ہونا ضروری ہے۔ اس طرح، "باعزت بری ہونا"، "الزام سے بری ہونا"، "مکمل طور پر معافی" کے الفاظ مجموعہ ضابطہ فوجداری یا ضابطہ تعزیرات میں نہیں پائے جاتے ہیں، اور یہ واضح کرنا مشکل ہے کہ "باعزت بری ہونا" کے الفاظ سے کیا مراد ہے۔

12. پردیپ کمار کے کیس (سوپرا) میں بھی اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ اگر کسی شخص کو بری یا فارغ کر دیا جاتا ہے، تو واضح طور پر یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ بہتان کی بنا پر ملوث ہوا تھا، یا اس کا کوئی مجرمانہ ریکارڈ نہیں تھا۔ اس میں کیے گئے عین مشاہدات کو یہاں دوبارہ پیش کیا گیا ہے:

> "10۔ فوجداری مقدمے میں بری ہونا متعلقہ عہدہ پر امیدواروں کی مناسبیت ہونا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص بری یا فارغ ہو جاتا ہے، تو یہ ہمیشہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ جھوٹے طور پر ملوث تھا یا اس کا کوئی مجرمانہ ریکارڈ نہیں تھا۔ جب تک یہ باعزت بری نہ ہو، امیدوار مقدمہ کے فائدے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ باعزت بری ہونا کیا ہے، اس پر اس عدالت نے انسپکٹر جنرل آف پولیس بمقابلہ ایس سموتھیرام [انسپکٹر جنرل آف پولیس بمقابلہ ایس۔

سموتھیرام [229 (2013) 1 SCC 598 : (2013) 1 SCC (Cri) 566 : (2013) 1 SCC (L&S)

,

جس میں اس عدالت نے بذیل ہدایت دی: (SCC p. 609, para 24)

"باعزت بریت" الفاظ کا مفہوم جاننے کیلئے
اس عدالت کے سامنے آر بی آئی بمقابلہ بھوپال سنگھ پنچال [آر بی آئی بمقابلہ بھوپال سنگھ پنچال،
(1994) 1 SCC 541 : 1994 SCC (L&S) 594]

اس مقدمہ میں، اس عدالت نے ضابطہ (4)46 کے تادیبی کارروائی پر فوجداری عدالت کی طرف سے باعزت بری کیے جانے کے اثرات پر غور کیا ہے۔ اس تناظر میں، اس عدالت نے کہا کہ محض بریت کسی ملازم کو سروس میں بحال کرنے کا حقدار نہیں بناتی، بریت، باعزت بریت ہونی چاہیے۔ "باعزت بری ہونا"، "الزام سے بری ہونا"، "مکمل طور پر معافی" کے الفاظ مجموعہ ضابطہ فوجداری یا ضابطہ تعزیرات میں نہیں پائے جاتے ہیں، جو عدالتی فیصلوں کے ذریعے وضع کیے گئے ہیں۔ یہ واضح کرنا مشکل ہے کہ "باعزت بری کیا گیا" کے لفظ سے کیا مراد ہے۔ جب پراسیکیوشن کے شواہد پر مکمل غور کرنے کے بعد ملزم کو بری کر دیا جاتا ہے اور یہ کہ پراسیکیوشن ملزم پر لگائے گئے الزامات کو ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہا

تھا، تو یہ ممکنہ طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ملزم کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا تھا

11۔......

12.......

13. اس طرح یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ فوجداری مقدمے میں بری ہونا خود بخود اس عہدے پر تقرری کا حقدار نہیں بنتا۔ پھر بھی، آجر کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ ماضی پر غور کرے اور جانچ کرے کہ آیا وہ اس عہدے پر تقرری کے لیے موزوں ہے یا نہیں۔ اس عدالت کے مشاہدات سے۔ مہر سنگھ [پولیس بمقابلہ مہر سنگھ، (2013) 7 SCC 685 : (2013) 3 SCC (Cri) 669 : (2013) 2 SCC (L&S) 910]

اور پرویز خان [ریاست ایم پی بمقابلہ پرویز خان، (2015) 2 SCC 591 : (2015) 1 SCC (L&S) 544]

مقدمات، یہ واضح ہے کہ پولیس سروس میں بھرتی ہونے والے امیدوار کا کردار اور دیانتداری کا ہونا ضروری ہے۔ مجرمانہ ماضی رکھنے والا شخص اس زمرے میں فٹ نہیں ہوگا۔ اگرچہ وہ بری یا فارغ ہو بھی جائے۔

> یہ فرض نہیں کیا جائے گا کہ اسے باعزت بری کر دیا گیا/ مکمل طور پر بری کر دیا گیا۔ اسکریننگ کمیٹی کے فیصلے کو حتمی طور پر لیا جانا چاہیے جب تک کہ بدنیتی ظاہر نہ ہو۔ اسکریننگ کمیٹی کو بھی اپنے اعتماد کی اہمیت کو دھیان میں رکھنا چاہیے اور اسے امیدوار کے کردار کا نتہائی جائزہ لینا چاہیے۔"

13. جہاں تک فوجداری استغاثہ، گرفتاری یا امیدوار کے خلاف فوجداری مقدمہ چلانے، گرفتاری یا زیر التوا مقدمہ چلانے کے سلسلے میں متعلقہ معلومات صحیح یا غلط کو دبانے کا تعلق ہے،۔اس عدالت کے تین ججوں کی بنچ نے اوتار سنگھ بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر، نے باقاعدہ رہنما خطوط بیان کیے گئے۔ اس کا پیرا 38.5 درج ذیل ہے:

> "38.5 ایسی صورت میں جہاں ملازم ایک مجرمانہ مقدمہ میں بری ہوا، ملازمت دینے والے کو اب بھی سابقہ واقعات پر غور کرنے کا حق حاصل ہے، اور اسے امیدوار کی تقرری کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔"

14. مندرجہ بالا معاملات میں، پولیس فورس میں دیانتداری اور اعلیٰ طرز عمل کی ضرورت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ہائی کورٹ نے متنازعہ فیصلے میں اس میں شامل مسائل کے ہر پہلو کو بھی تفصیل سے غور کیا ہے، جبکہ سنگل بنچ کے اس حکم کو برقرار رکھتے ہوئے، ڈائریکٹر جنرل پولیس درجہ بندی میں سب سے اعلیٰ عہدے دار ہونے کے ناطے پولیس فورس میں شمولیت کے لیے سائل کی مناسبیت کا فیصلہ لینے کیلئے بہترین جج تھے۔ اعتراض شدہ، حکم صحیح اور مناسب ہونے کی وجہ سے، ہم اس میں کسی قسم کی مداخلت کرنے کے حق میں نہیں ہیں اور آئین ہند کی دفعہ 136 کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال کرنے کے مائل نہیں ہیں۔

15۔ یہ قانونًا اچھی طرح طے شدہ ہے کہ اگرچہ آئین ہند کی دفعہ 136 کا دائرہ کار بہت وسیع ہے، اس کے تحت عطا کئے گئے اختیارات بہت ہی خاص اور غیر معمولی ہونے کی وجہ سے اسے غیر معمولی اور خصوصی صورتوں میں استعمال کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ، ہم نے ہائی کورٹ کے دیے گئے اعتراض شدہ حکمنامہ میں کوئی نقص یا غیر قانونیت نہیں پائی اس لیے موجودہ عرضی خارج ہونے کی مستحق ہے اور اسے خارج کیا جاتا ہے۔

..............................ج۔

[اجے رستوگی]

ج [بیلا ایم ترویدی]

نئی دہلی؛

28.02.2023